دورِ جدید میں میڈیا کی ضرورت واہمیت اور حقیقت احوال

Mass Media in the New Era: Importance & Realities

ڈاکٹر نور حیات خان*

ABSTRACT

This article highlights the role of media in the contemporary world. Man since his birth had bestowed with quest to enfold the encompassing surroundings. In addition, due to his very nature, it is almost impossible for him to keep himself indifferent from environment. With the process of time, his primitive means of communication enhanced to the level that is playing a vital role in the current globalized social set up. Consequently, string of communication has been expended and manifested in print, electronic and social media.

Media can play a very constructive, positive and meaningful role in accordance with the parameters laid down in Islam. But at the same time, it has a negative edge that can put human social set up in chaos and destruction. Current situation is that media specially western media is plaing a very undesirable role that is not only detrimental for the world as a whole, but specifically for the Muslim World.

Greater responsibility lies on the shoulders of media to play his positive and apostolic role. In the article, the writer highlights the incredible role of media for establishment of interfaith harmony and peace in human society. He stresses that man is in nuclear era, the situation is very tense and little mis-happening can destroy the whole world.

Keywords: Media, Social Media, Print Media, Mass Media, Meaningful role.

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو ئجز، اسلام آباد

بین المذاہب ہم آہنگی اور امن و سلامتی کے لئے میڈیا کا کردار بہت اہم اور بنیادی ہے۔اس سے انکار ناممکن ہے، انسانی معاشرہ اپنے ماحول اور گرو پیش سے لاتعلق نہیں رہ سکتا۔جدید دور ہو یا قدیم، انسان اپنے مافی الضمیر کے اظہار کے لئے ابلاغی ذرائع استعمال میں لاتا رہاہے۔اور ہر دور کے مطابق جدید سے جدید تر وسائل کے ذریعے ایک دوسرے سے منسلک رہنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔

صحافت کی تاریخ،انسانی تاریخ کی طرح دلچسپیوں سے عبارت ہے،پتھر کا زمانہ ہو یالوہے کا،ہر دور میں انسان کواپنے گرد وپیش میں دلچسپی رہی ہے اور یہی دلچسپی صحافت کو موجودہ عروج پر لے گئی ہے[۱]۔

میڈیا کا تعارف

صحافت (Journalism) یا ذرائع ابلاغ کے لئے انگریزی میں متبادل لفظ میڈیا استعمال ہوتا ہے۔جس کی دو قسموں سے عموماً بحث کی گئی ہے:

ا۔الیکٹرانک میڈیا جیسے ریڈیو،ٹی وی،ای میل وغیرہ

۲۔پرنٹ میڈیا جیسے اخبار ورسائل،میگزین وغیرہ [۲]

لیکن آج کل میڈیا کی ایک تیسری قسم سوشل میڈیا (Social Media) کے نام سے جاناجاتا ہے جس سے مراد انٹرنیٹ بلوگز، سماجی روابط کی ویب سائٹس،موبائل ایس ایم ایس اور دیگر ذرائع ہیں،جن کے ذریعے خبریں اور معلوماتی مواد کو فروغ دیاجاتا ہے۔آج کے دور میں سوشل میڈیا کی اہمیت میں دن بدن اضافہ ہورہاہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ روایتی میڈیا سے تعلق رکھنے والے صحافی اور دیگر کاروباری افراد معلومات کو عوام تک پہنچانے کے لئے بڑی تعداد میں سوشل میڈیا سائٹس جیسے فیس بک(Facebook)،ٹوئٹر (Twitter)،مائی اسپیس(MySpace)، گوگل پلس(Google Plus)، اور دیگر سے جڑے ہوئے ہیں [۳]۔

ضرورت واہمیت:

میڈیا خواہ پرنٹ ہو یاالیکٹرانک یا پھر سوشل میڈیا،درحقیقت اپنے مفہوم کے اعتبار سے ایک مقدس کام اورایک بڑی طاقت ہے،جو مفید بھی ہے اور مضر بھی۔بالفاظ دیگر صحافت دراصل حقائق کے انکشاف کانام ہے،جو ظلمات وتاریکی سے نکالنے اور نور روشنی میں لانے کاایک اہم ذریعہ ہے۔قرآن کی

زبان میں یہ ایک پیغمبرانہ مشن کا نام ہے، ایسے مشن پر کام کرنے والوں کا سرپرست اللہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ٱللَّهُ وَلِيُّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ يُخۡرِجُهُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِۖ وَٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ أَوۡلِيَآؤُهُمُ ٱلطَّٰغُوتُ يُخۡرِجُونَهُم مِّنَ ٱلنُّورِ إِلَى ٱلظُّلُمَٰتِۗ أُوْلَٰٓئِكَ أَصۡحَٰبُ ٱلنَّارِۖ هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ﴾ (۴)

(اللہ ان لوگوں کا جو ایمان لاکر حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں، ولی ہے۔ ان کو ظلمات سے نکال کر روشنی میں لاتا ہے اور جو حقیقت کو چھپاتے ہیں طاغوت (شیطان) ان کا سرپرست ہے جو ان کو نور سے ظلمات میں داخل کر دے گا)۔

میڈیا کسی اعلیٰ بلند وبالا اور انقلابی مقصد کی تیاری کا مؤثر ترین ذریعہ اور قوموں کی نظریاتی تربیت کا عمدہ اور فطری وسیلہ بھی ہے، لیکن اس میں جائز حدود سے تجاوز کرنا قرآن کی زبان میں طاغوت کی پیروی کے مترادف ہے۔ خدائی احکام حقیقت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مرضی ومنشا سے انسانوں کو باخبر رکھنا ایک فرض بھی ہے۔ اور در حقیقت یہی سچائی ہے:

﴿وَمَنۡ أَصۡدَقُ مِنَ ٱللَّهِ قِيلٗا﴾ (۵)

(اور اللہ کی بات سے بڑھ کر سچی بات اور کس کی ہو سکتی ہے)۔

﴿وَمَنۡ أَصۡدَقُ مِنَ ٱللَّهِ حَدِيثٗا﴾ (۶)

(اور اللہ سے بڑھ کر کون اپنی بات میں سچا ہو گا)۔

اور اس پیغام کے لانے والے کا نام نبی یا پیغمبر ہے اور یہ پیغمبری مشن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے آخری نبی ﷺ نے فرمایا:

((نَضَّرَ اللَّهُ امْرَءًا سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا، وَحَفِظَهَا وَبَلَّغَهَا ......))(۷)

(اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو میری بات کو سنے اور دوسروں تک بے کم وکاست پہنچائے)۔

جبکہ ایک اور حدیث میں فرمایا: ((بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً))(۸)

(میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک (ہی) آیت کیوں نہ ہو)

حق کو آشکارا کرنا اور لوگوں تک پہنچانا ایک ذمہ داری اور شہادت ہے اس میں خیانت اور جھول رکھنا اسلام میں ناقابلِ معافی جرم اور اس میں غلط بیانی گناہ عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کو حکم دیتے ہیں:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ كُونُوا۟ قَوَّٰمِينَ بِٱلْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُمْ أَوِ ٱلْوَٰلِدَيْنِ وَٱلْأَقْرَبِينَ ۚ إِن يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَٱللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا۟ ٱلْهَوَىٰٓ أَن تَعْدِلُوا۟ ۚ وَإِن تَلْوُۥٓا۟ أَوْ تُعْرِضُوا۟ فَإِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا﴾ (۹)

(وہ انصاف کے علمبردار اور خدا کے واسطے گواہ بنے، اگر چہ یہ خود اس کی اپنی ذات، والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو، فریق معاملہ خواہ مال دار ہو یا غریب، اللہ زیادہ ان کا خیر خواہ ہے لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز رہنا اور لگی لپٹی بات کہنا یا سچائی سے پہلو بچانا، سب کچھ سے اللہ باخبر ہے"۔

سچائی کی شہادت چھپانا ظلم ہے:

اسلام میں سچائی اور حقیقت کی شہادت کو چھپانا، ظلم عظیم قرار دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَتَمَ شَهَـٰدَةً عِندَهُۥ مِنَ ٱللَّهِ ۗ وَمَا ٱللَّهُ بِغَـٰفِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ﴾ (۱۱)

(اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہے جس کے ذمے اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہو اور وہ اسے چھپائے؟ اللہ تمہاری حرکات سے غافل تو نہیں ہے۔)

حقیقت کی گواہی شہادت ہے، اسے چھپانا انسانی ضمیر کے لئے بوجھ اور تباہی کا سبب ہے۔

ارشاد باری ہے:

﴿وَلَا تَكْتُمُوا۟ ٱلشَّهَـٰدَةَ ۚ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُۥٓ ءَاثِمٌ قَلْبُهُۥ ۗ وَٱللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ (۱۲)

(اور شہادت کو ہر گز نہ چھپاؤ، جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ میں آلودہ ہے۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے باخبر ہے)۔

اس ضمن میں ایک مشہور صحافی شاہنواز فاروقی رقمطراز ہیں:

"اسلامی معاشرے میں صداقت، زندگی کے اہم معنی ہے اور صداقت کا ابلاغ، زندگی کا ابلاغ ہے، صداقت کا تحفظ زندگی کا تحفظ ہے۔ جس معاشرے میں صداقت مسخ ہوتی ہے، تو زندگی مسخ ہو جاتی ہے، صداقت حسن سے محروم ہے تو زندگی جمال سے عاری ہو جاتی ہے اور انسان کا اپنے خالق ومالک سے تعلق بری طرح مجروح ہو جاتا ہے"(۱۴)

یہی وجہ ہے کہ قرآن نے خبر کو قبول کرنے اور پھیلانے سے پہلے بھرپور تحقیق کا حکم دیا گیاہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمۡ فَاسِقُۢ بِنَبَإٖ فَتَبَيَّنُوٓاْ أَن تُصِيبُواْ قَوۡمَۢا بِجَهَٰلَةٖ فَتُصۡبِحُواْ عَلَىٰ مَا فَعَلۡتُمۡ نَٰدِمِينَ﴾ (۱۵)

(اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق (شخص) تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کئے پر پشیمان ہو)۔

اس آیت میں مسلمانوں کو یہ اصولی ہدایت دی گئی ہے کہ جب کوئی اہمیت رکھنے والی خبر جس پر کوئی بڑا نتیجہ مرتب ہوتا ہو، تمہیں ملے تو اس کو قبول کرنے سے پہلے یہ دیکھ لو کہ خبر لانے والا کیسا آدمی ہے۔ اگر وہ کوئی فاسق شخص ہو، یعنی جس کا ظاہر حال یہ بتارہا ہو کہ اس کی بات اعتماد کے لائق نہیں ہے۔ تو اس کی دی ہوئی خبر پر عمل کرنے سے پہلے تحقیق کر لو کہ امر واقعہ کیا ہے؟ (۱۶)

قلم و قرطاس کی تقدس و تطہیر:

قلم و قرطاس ذرائع معلومات ہیں۔ اس کے تقدس کے لئے یہ کافی ہے کہ اللہ نے قلم کی قسم کھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَٱلۡقَلَمِ وَمَا يَسۡطُرُونَ﴾ (۱۷)

(قسم ہے اس قلم کی! جس کے ذریعے انسان کو لکھنا پڑھنا سکھایا۔)(۱۸)

قلم کی بزرگی واہمیت کو محمد کرم شاہ ازہری نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"قلم ایک ایسا آلہ ہے جو زمان و مکان کی مسافتوں کو تسلیم نہیں کرتا، وہ گزشتہ صدیوں کے علوم وفنون سے حال و مستقبل کو روشن کرتا ہے اور دور دراز علاقوں میں پیدا ہونے والے اولوالعزم حکماء وفضلاء کے افکار و نظریات کو دنیا کے گوشہ گوشہ تک پہنچاتا ہے۔ قرآن کریم نے قلم کو جو علم کی نشر واشاعت کا مؤثر اور بے مثال ذریعہ ہے اس کی جلالت شان کو ظاہر کرنے کے لئے اس کی قسم کھائی۔ صرف قلم کی قسم کھا کر اس کی عزت افزائی نہیں کی گئی بلکہ ﴿وَمَا يَسْطُرُونَ﴾ (۱۹) فرما کر علم کے ان جواہر پاروں کی بھی قسم کھائی گئی ہے جو نوک قلم سے صفحہ قرطاس کی زینت بنتے ہیں اس طرح ان کی شان کو بھی دوبالا کر دیا" (۲۰)

قلم و قرطاس سے تعلق رکھنے والا پیشہ ٔخواہ معلمی کا ہو یا صحافت کا ٔمقدس پیشہ اور اہم ذمہ داری ہے۔ قلم و قرطاس کے ناموس اور عظمت کو پامال ہونے سے بچانے میں اعلیٰ مقاصد کا تحفظ ہے، ورنہ بقول شورش کاشمیری:

"قلم فروشی ٔعصمت فروشی سے بھی زیادہ بدترین کاروبار ہے" (۲۱)

اگر اساتذہ محض علم فروش اور صحافی زر فروش اور قلم فروش نہ ہوں، تو اطلاعات کا ہمہ گیر اور مربوط نظام قومی سطح پر یکجہتی واستحکام اور سیاسی وملی شعور بیدار کرتا ہے اور عوام کو کسی اعلیٰ مقصد کے لئے تیار کرنے کا نہایت مؤثر ذریعہ ہے۔ علاوہ ازیں بین الاقوامی سطح پر قوموں کے درمیان آگاہی، رابطے، ابلاغ اور تفہیم کا بھی بہترین ذریعہ ہے۔

پیشہ ٔ صحافت سے حاصل شدہ رزق کی تطہیر قلم و قرطاس کی تطہیر میں پنہاں ہے۔ اس میں کسی قسم کی بے ایمانی، چشم پوشی، قلم و قرطاس کے پیشے کو غلیظ کرنے کے مترادف ہے، جس کے اثرات صدیوں تک وقوع پذیر رہتے ہیں۔ حق وصداقت پر مبنی اوراق کو اللہ نے ﴿صُحُفًا مُّطَهَّرَةً﴾ (۲۳) قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پورا اسلام میں داخل ہونے کا حکم دیا ہے (۲۴)۔ جس کا تقاضا ہے کہ ہماری زندگی انفرادی ہو، یا اجتماعی، یا پیشہ وارانہ (صحافتی) ٔاسلام کے مطابق ہو۔ صحافت محض تفریح نہیں، بلکہ راہنمائی اور تعلیم بھی ہے۔ اسلامی نقطہ ٔ نظر سے صحافت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ تازہ ترین خبروں کی

فراہمی کے ساتھ واقعات وحالات کی تشریح اور تعبیر کے ذریعے رائے عامہ کی اس طرح راہنمائی کی جائے جس سے خیر اور صداقت کو فروغ اور شر اور باطل کی قوتوں اور منکرات کی بیخ کنی ہو سکے[۲۵]۔

ذرائع ابلاغ جہاد بھی امانت بھی:

صدق وسچائی کی ابلاغ امانت بھی ہے، شہادت بھی ہے، تعلیم بھی ہے اصلاح اور جہاد بھی ہے ،علم بھی ہے، عمل بھی ہے۔ اگر اس میں قتل ہونا پڑے تو یہ شہادت بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ))[۲۶]

(سب سے افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے انصاف (حق) کی بات کرنا ہے۔)

قرآن مجید کا مقصدِ تنزیل انسانوں کو تاریکیوں سے نکالنا قرار پایا ہے۔ جس دور میں نبی ﷺ کو اللہ نے مبعوث ہوئے، دنیا پر جہالت کا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس میں اللہ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے ذریعے اپنے دین کی روشنی پھیلائی، جو ہمارے پاس اصلی حالت میں موجود ہے۔ اس کا پھیلانا صرف علمائے دین ہی کے نہیں، بلکہ تمام باشعور مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دین حق کی ابلاغ کا فریضہ انجام دیں۔ دوسرے لوگوں کی بہ نسبت میڈیا کے میدان میں کام کرنے والے افراد یہ فریضہ بحسن وخوبی ادا کرسکتے ہیں، جہاں سے بآسانی پوری دنیا کو پیغامِ حق دیا جاسکتا ہے۔ میڈیا کے فورم سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم محمد علی جناح نے کہا تھا:

> "آپ کے پاس بڑی طاقت ہے، آپ لوگوں کو راہ دکھاسکتے ہیں یا انہیں گمراہ کرسکتے ہیں۔ آپ کسی بڑی سے بڑی شخصیت کو بناسکتے یا تباہ کرسکتے ہیں۔ صحافت کی طاقت واقعتا بہت بڑی ہے لیکن آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ طاقت ایک امانت ہے۔ اس طاقت کو امانت سمجھ کر اپنی قوم کی بہبود وترقی کے راستے پر راہنمائی کریں۔"[۲۹]

بامقصد ابلاغ کی اہمیت کو مرحوم صحافی محمد صلاح الدین نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

> "روشنی درحقیقت خبر ہی کا دوسرا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے ہمیں اندھیرے سے نکال کر جس روشنی میں پہنچایا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے وجود ،اس کی وحدانیت،اس کے جملہ صفات، آخرت میں اس کے حضور پیشی اور پھر جزاوسزا کے طور پر جنت اور جہنم کی زندگی سے متعلق "خبر" ہی تھی جو ہمیں پہنچائی گئی اور اس مصدقہ

خبر سے محرومی کی صورت میں ہم اندھیرے میں تھے۔ صحیح خبر پہنچانے ہی کی بناء پر خدا کے رسول ﷺ کا ایک نام مخبر صادق بھی ہے۔ خبر روشنی ہے اور بے خبری اندھیرا، اور یہ بھی ذہن نشین کرلیجئے کہ روشنی انسداد جرائم کا سب سے بڑا اور مؤثر ذریعہ ہے۔ اندھیرا ہی مجرم کی بنیادی ضرورت، اس کا سب سے بڑا سہارا اور اس کا مضبوط ترین محافظ ہے۔ ہر مجرم خواہ وہ رشوت خور ہو، خائن اور چور ہو، زانی اور شرابی ہو، ملاوٹ، سمگلنگ، اور کم تولنے کا مرتکب ہو، تخریب کار، وطن دشمن، اور بیرونی ایجنٹ ہو، ان سب کی مشترکہ ضرورت اخفاء اور اندھیرا ہے۔ خبر اور روشنی ان کی موت ہے۔"[۳۰]

میڈیا کا حدودِ کار:

مسلمانوں کو تمام معاملاتِ زندگی اسلام کے مطابق ڈالنے نے کا حکم دیا ہے۔ اللہ نے مومنوں کو قول سدید[۳۱] اور قول معروف[۳۲] اور قول بلیغ[۳۳] یعنی دل میں اترنے والی بات کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس میں مکمل خیر خواہی اور حکمت بھی ہو[۳۴] اور ساتھ ساتھ لہجہ نرم[۳۵] اور گالی گلوچ و دل آزاری سے بھی پاک ہو[۳۶]۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))[۳۷]

(مسلمان وہ ہے جس کی زبانی اور ہاتھ کی ایذا سے دوسرے انسان محفوظ رہوں۔)

مسلم معاشرے کا میڈیا ان تمام ضابطوں اور اخلاقیات کا پابند ہے جو اسلام نے مقرر کئے ہیں۔ اس لئے کہ انسان دنیامیں اللہ کا خلیفہ ہے، جو اپنے مالک اور آقا کے احکامات کا پابند ہے۔ اس کے اختیارات عطا کردہ ہیں، ذاتی نہیں۔ اور سب کا مقصد خیر کا فروغ اور شر کا انسداد ہے، سب کے حقوق و فرائض اور دائرہ ہائے کار متعین ہیں، اس سے تجاوز اختیار کرنا بغاوت کہلائے گا۔

میڈیا کے اہلکار کے لئے اپنے فرائض میں لالچ یا ظلم اور مصلحتوں کی بناء پر کوتاہی جائز نہیں۔ رنگ و نسل، زبان و علاقے اور عصبیت کی بنیادوں پر ناانصافی اور حق گوئی میں کوتاہی اور سستی ناقابل معافی جرم ہے۔ مجرموں کی پشت پناہی، قانون شکنوں، ذخیرہ اندوزوں سے چشم پوشی اور رشوت خوروں کی پردہ پوشی فحاشی و عریانی اور بدکرداری اور بداخلاقی سے صرف نظر کسی طرح جائز نہیں بلکہ اس قسم کے تمام بدعنوانیوں کو تشت از بام کرنا میڈیا کی بنیادی ذمہ داری بنتی ہے۔ لوح و قلم کے جہاد کو، تحریف

وضمیر فرشی، غیبت و تجسس اور بدگمانی وبدزبانی اور مذاق اڑانے اور جاہلوں سے الجھانے سے اس کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ فحش گوئی اور فحش نگاری اور دل آزاری سے قلم و قرطاس کی تقدس کو پامال کرنا کسی طرح جائز نہیں، بداخلاقی، بدکرداری، بدانتظامی، کام چوری، ذخیرہ اندوزی، رشوت خوری، ناانصافی اور بے ایمانی وبدعہدی جیسے اخلاق ذمیمہ کی روک تھام صحافی اور اس فیلڈ کے ماہرین کی اہم ذمہ داری ہے۔ حق وصداقت اور مثبت انداز فکر کی ترجمانی اور ابلاغ میڈیا سے وابستہ ماہرین فن کی دینی واخلاقی ذمہ داری بنتی ہے۔

ہر قسم کے حقوق، خواہ انسانوں کے ہوں یا حیوانوں کے، عورتوں کے ہوں یا بچوں کے، زندوں کے حقوق ہوں یا مردوں کے، اسلام میں متعین کئے گئے ہیں وقتاً فوقتاً اس کی اشاعت کا اہتمام میڈیا پر کام کرنے والوں کی مذہبی واخلاقی اور سماجی ذمہ داری بنتی ہے۔

میڈیا کے کمالات:

موجودہ دور سائنس و ٹیکنالوجی کی ترقی کا دور ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ میں نت نئے ایجادات نے ہل چل مچادی ہے اور انسان کو بام عروج پر پہنچایا ہے۔ خصوصاً سوشل میڈیا نے اطلاعاتی امور میں تلاطم خیز سرعت بپا کی۔ وقت ضائع کئے بغیر انسان گھر بیٹھے بیٹھے پوری دنیا سے سوشل میڈیا کے ذریعے ہر قسم کے رابطہ میں رہ سکتا ہے اور حالات وواقعات کی مناسبت سے فوری اور راست اقدامات کر سکتا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں تقریباً دو کروڑ چار لاکھ اکتیس ہزار سے زیادہ لوگ انٹرنیٹ کا استعمال کرتے ہیں اور ان میں سے تیس سے چالیس فیصد سوشل میڈیا سے کہیں نہ کہیں سے جڑے ہوئے ہیں۔ اس کے ذریعے مواد کو شائع کرنا عام میڈیا کی نسبت زیادہ لچکدار رہے اور تازہ خبروں، مضمون کو فوری کئی لوگوں میں عام کیا جا سکتا ہے [۳۹]۔

میڈیا پر مختلف امور میں ہونے والے بحث ومباحثے نے نوجوان نسل کا شعور بیدار کر کے آگاہی کو فروغ دیا ہے۔ عالمی حالات کے تناظر میں نوجوان نسل نے مظاہروں اور تحریکوں میں اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا ہے [۴۰]۔ خواہ یہ عرب دنیا، مصر، شام، اردن وغیرہ ہو یا امریکہ، وال سٹریٹ یا پاکستان ہو، میڈیا نے ہر جگہ بیداری اور سرعت اتصال و آگاہی میں انقلاب اور آسانی پیدا کر دی ہے۔

اس تناظر میں میڈیا کے پیشہ سے وابستہ لوگوں اور ماہرین کی ذمہ داری بھی بہت بڑھ گئی ہے۔ خبروں اور واقعات کو انتہائی جانچ پرکھ اور جان کاری کے بعد شائع کرنا وقت کا تقاضا ہے۔

میڈیا اور بگاڑ:

انتہائی افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ جس طرح زندگی کے تمام شعبہ جات میں فساد پیدا ہوا ہے بالکل اسی طرح میڈیا میں بھی بگاڑ رونما ہوتا چلا گیا ہے اور آج کل تو یہ بگاڑ اپنے عروج و کمال کو پہنچ چکا ہے گویا اب میڈیا اپنے حقیقی مقاصد سے بے نیاز اور کسی بھی اخلاقی ضابطہ کی پابند نہیں ہے[۴۱] اور بین الاقوامی میڈیا کی طرح قومی میڈیا بھی ایک فوج ظفر بن گئی ہے جس نے حکمرانوں کے سامنے لڑے بغیر ہتھیار ڈال دیے ہیں۔ قوم کی صحیح راہنمائی کا فریضہ ادا نہ کرتے ہوئے ۱۹۷۱ء میں ملک ٹوٹ گیا، عالمی میڈیا کا اثر تھا کہ قومی میڈیا قوم میں یکجہتی پیدا نہ کر سکا۔ حکمرانوں کے زیر اثر میڈیا کا کمال ہے کہ فرقہ واریت اور سیاسی پارٹیوں کا ایک دوسرے سے نوک جھونک جاری ہے اور حقیقی دشمن کے بجائے قوم ایک دوسرے کی دشمن بنی ہوئی ہے۔ اپنے ملک کے اندر جرائم کی روک تھام کے بجائے عورت اور میڈیا کی آزادی کے نام پر اپنے معاشرتی، سماجی زندگی پر خود ہی وار کر رہے ہیں۔ نام نہاد میڈیا اور عورت کی آزادی کے دھماکے کی تابکاری (فحاشی، بداخلاقی، کرپشن کی بھرمار، بے مقصدیت اور بے راہ روی) میں قوم بری طرح جھلس رہی ہے۔ جس کے بارے میں اللہ نے سخت وعید سنائی ہے:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلۡفَٰحِشَةُ فِي ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ لَهُمۡ عَذَابٌ
أَلِيمٞ فِي ٱلدُّنۡيَا وَٱلۡأٓخِرَةِۚ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ﴾[۴۲]

(جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہیں، اللہ سب کچھ جانتا ہے اور تم کچھ بھی نہیں جانتے۔)

عصرِ حاضر میں میڈیا کی حقیقتِ حال:

اشتراکیت کا شیرازہ بکھرنے سے دنیا یک قطبی ہو کر رہ گئی ہے۔ اس پر امریکی ورلڈ آرڈر کی تسلط ہو گئی تو پوری دنیا کا میڈیا' امریکی میڈیا بن چکا ہے، جس پر یہودیوں کا کنٹرول ہے اور اس کے ذریعے مغربی یہودی کلچر کو عام کیا جا رہا ہے اور مکمل اسلام دشمنی کا بیڑا سر پر اٹھا رکھا ہے۔ اور اس پر اربوں ڈالر

خرچ کئے جارہے ہیں۔ سابق صدر بل کلنٹن اور نائب صدر ایل گور نے ایک انتخابی جلسے سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ امریکہ کے لئے بنیادی جنگوں میں سے ایک جنگ "ذرائع ابلاغ"(میڈیا) سے تعلق رکھتی ہے اور اس موقع پر ایل گور نے یہ بھی اعتراف کیا کہ امریکہ گزشتہ دس سالوں میں اس جنگ کو جیتنے کے لئے ایک سو ارب ڈالر خرچ کر چکا ہے جبکہ پینٹا گان کے سابق رکن اور کینیڈی کالج (ہارورڈ یونیورسٹی) کے سربراہ "جوزف ایس نائی" کا کہنا ہے:

> "امریکہ اپنی بے مثال صلاحیتوں کی بناء پر مستقبل قریب میں عالمی ذرائع ابلاغ اور مواصلاتی نظام کا تنہا مالک ہو گا۔"[۴۳]

دنیا کے سیاسیات اور اقتصادیات پر پنجے گاڑنے کی طرح امریکی یہودی مواصلاتی نظام کے تن تنہا مالک بن بیٹھے ہیں، جس کے نتیجے میں آج اسلام کے خلاف مغرب کی جنگ جاری ہے، فرانس سے نکلنے والا ایک رسالہ لکھتا ہے:

> "اسلام کے خلاف جنگ صرف فوجی میدان میں نہیں ہو گی بلکہ ثقافتی اور تہذیبی میدان میں معرکہ آرائی ہو گی۔"[۴۴]

اسلام مخالف سازشوں کے مرکز ہالی وڈ سے ایک صدی سے زائد مدت کے دوران فلموں کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت و کدورت، بغض و کینہ پوری دنیا میں پھیلایا جارہا ہے۔ بیسویں صدی کی آخری دو دہائیوں میں اس نے مسلم دشمنی پر مبنی فلمیں ڈیلٹا فورس، انتقام، آسمان کی چوری وغیرہ بنائیں، جب کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کا تجرباتی ڈراما اسٹیج کرنے کے لئے ۱۹۹۲ء میں حقیقی جھوٹ اور حصار وغیرہ نامی فلمیں تیار کی گئیں۔ ان فلموں میں اسلام اور مسلمانوں کا تشخص بری طرح مجروح کیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو امن دشمن اور دہشت گرد بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ اور ۹/۱۱ تا حال اسلام دشمن جدید میڈیا پر وپیگنڈہ وار جاری ہے[۴۵]۔

مغربی میڈیا قوموں کے دل و دماغ پر کس طرح قبضہ کر لیتی ہے، بطرس غالی[۴۶] نے ABC ٹی وی کے نمائندے کے (صومالیہ کے حوالے سے) سوال کے جواب میں کہا تھا:

> "صومالیہ میں امریکی فوج بھیجنے کی کارروائی اس لئے ممکن ہو سکی کہ ہم نے اس مقصد کے لئے مسلسل دس مہینے تک ذرائع ابلاغ کو وقف کر دیا تھا"۔

ڈاکٹر غالی کا اشارہ اس بات کی طرف تھا کہ صومالیہ میں امریکی فوجی مداخلت کو پوری دنیا کی نظروں میں قابل قبول بنانے کے لئے سب سے پہلے میڈیا کے ذریعے صومالیہ کے اندر بھوک اور قحط سالی کے واقعات کو ہولناک بنا کر پیش کیے گئے۔ دنیا بھر کو میڈیا کے ذریعے قحط اور بھوک وافلاس کی خبریں اور تصویریں فراہم کرتے رہے کہ وہاں لوگ وجہ سے مر رہے ہیں اور پوری دنیا کو یہ باور کراتے رہے کہ اس چٹیل اور بے آب وگیاہ صحرا میں نہ پانی ہے نہ کھانا۔ لوگ بنیادی ضرورتوں سے محروم ہیں اگر کہیں سے کوئی امداد ملتی بھی ہے تو یہ غیر مہذب اور وحشی لوگ آپس میں لڑنے لگتے ہیں، جب ہر طرح سے فضا تیار ہوگئی تو پھر بغیر کسی مشورے کے فوجی مداخلت کا لمحہ آپہنچا، ملک پر فوجی یورش کے لئے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہوئی کہ اس کے اصل مسائل ومشکلات کیا ہیں؟ پوری دنیا یہ مؤثر اور دلکش منظر دیکھنے لگی کہ امریکی فوجی نجات دہندہ اور مسیح الملک بن کر صومالی عوام کے لئے غذائی امداد کا سامان اپنے کاندھوں پر لئے پھر رہے ہیں۔ امریکہ کی انسانیت نوازی سے قوم کا ہر فرد یہ چاہتا ہے کہ امریکی فوجیں یہیں رہ جائیں۔ یہی ڈرامہ خلیجی جنگ کے موقع پر رچایا گیا، امریکی قوم ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کو صدام کے مظالم کے بارے میں تفصیل سے بتایا گیا اور اسی طرح عالمی نظام کی تجربہ گاہ عراق کو بنایا گیا۔ جب بھی مالی تنگی اور پریشانی ہوئی، عربوں کی توجہ اصل مسائل سے ہٹانے اور ان پر سیاسی ومعاشی دباؤ بڑھانے کی ضرورت ہوتی ہے تو صدام کے ذریعے فوجی اقدامات کرائے جاتے ہیں تاکہ یہ کمزور اور سادہ دل عرب امریکی (صہیونی) گود میں اپنے کو پوری طرح ڈال دیں[۴۷]۔

اسی طرح مشرق وسطیٰ میں سرگرم استعماری طاقتوں کی ریشہ دوانیوں اور ان کی سازشوں کے لئے مشرق وسطیٰ ایک آئینہ ہے جس میں پوری امت مسلمہ کی تصویر دیکھی جاسکتی ہے۔ امریکہ، مغربی اقوام، اقوام متحدہ، اسرائیل، عرب دنیا کے حکمران، دیگر مسلم ممالک کی قیادتیں، یہ سب اس ڈرامے کے مختلف کردار ہیں۔

میڈیا کا متعصبانہ رویہ:

مغربی میڈیا نے مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کر کے دہشت گردی سے نتھی کر دیا ہے، لیکن خود مغربی حقیقت شناس اس بات سے انکار کرتے ہیں مثلاً رابرٹ پیپ، شکاگو یونیورسٹی کا ایک پروفیسر رقمطراز ہے:

"خود کش حملوں کے وجوہات وعلل تلاش کر کے اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ مسلمان کبھی خود کش، انتہاپسند اور دہشت گرد نہیں تھے اور جو کچھ آج ہم دیکھتے ہیں اس کی وجہ خود امریکہ ہے۔ پچانوے فیصد خود کش حملے مقبوضہ علاقوں میں ہوئے ہیں۔ لبنان سے سری لنکا اور چیچنیا سے کشمیر تک حق خود ارادیت کی لڑائی جاری ہے۔ جو جمہویت کے لئے جدوجہد ہے۔"(۴۸)

فاضل پروفیسر نے کئی ایک مثالیں دی ہیں کہ ایران، سوڈان اور عراق وغیرہ کے لوگ خود کش نہیں تھے، جب ۱۹۹۵ء سے ۲۰۰۴ء تک کے حملوں کے بارے میں مواد اکٹھا کیا گیا، جن میں القاعدہ ملوث تھی۔ تو معلوم یہ ہوا کہ ان میں سے کسی کا بھی تعلق بنیاد پرست اسلامی ممالک سے نہ تھا۔ بلکہ ان میں دو تہائی کا تعلق ان علاقوں سے تھا، جہاں ۱۹۹۰ء سے امریکی افواج بر سر پیکار اور قابض ہیں۔ اور اس کی سب سے بڑی مثال خود عراق ہے، جہاں ماضی میں خود کش حملوں کی کوئی نظیر نہیں ملتی، مگر ۲۰۰۳ء میں جب امریکہ اپنی ڈیڑھ لاکھ فوج کے ساتھ عراق پر حملہ آور ہوا، تو یہاں خود کش حملوں کا آغاز اور بعد ازاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور جب اسامہ بن لادن اپنے پیروکاروں کو امریکی افواج کے خلاف جہاد کا حکم دیتا ہے تو اس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہوتی ہے کہ امریکی افواج قابض ہیں اور یہ ایک حقیت ہے جسے ہم جھٹلا نہیں سکتے۔ اب ان حملوں کے روکنے کا ایک ہی طریقہ باقی رہ جاتا ہے کہ قابض افواج مقبوضہ علاقوں سے نکل جائیں(۴۹)۔

بلکہ سابق امریکی سینیٹر پال فنڈلے نے امریکہ کے اس متکبرانہ رویے کو جو دنیا کے لئے دہشت گردی کا سبب بن گیا ہے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"امریکیوں کی ایک بہت بڑی تعداد کو معلوم ہی نہیں کہ صدر بش نے امریکہ کو دنیا بھر کا کوتوال بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے اور کانگریس نے اس کی استدعا پر اسے اختیار دے دیا ہے کہ وہ جہاں چاہے اچانک حملہ کر دے اور امریکی شہریوں اور ہمارے ملک میں رہنے والوں پر سخت پابندیاں لگا دے۔"(۵۰)

میڈیا کی اہمیت کے بارے میں یہودی خفیہ پروٹوکول میں خصوصی تذکرہ یوں ہے:

"ہماری منظوری کے بغیر کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ خبر کسی سماج تک نہیں پہنچ سکتی، اس بات کو یقینی بنانے کے لئے ہم یہودیوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ خبر رساں ایجنسیاں قائم کریں، جن کا بنیادی کام ساری دنیا کے گوشے گوشے سے خبروں کا جمع کرنا ہو، اس صورت

میں ہم اس بات کی ضمانت حاصل کر سکتے ہیں کہ ہماری مرضی اور اجازت کے بغیر کوئی خبر شائع نہ ہو سکے۔"(۵۱)

میڈیا کی یہودی کاری کا نتیجہ ہے کہ دنیا میں بڑے بڑے واقعات نظر انداز کئے جاتے ہیں، دوسری طرف مسئلہ اور واقعہ اگرچہ چھوٹا ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر یہ مسلمان کی بدنامی، نقصان اور ان کے دشمنوں کے حق میں سود مند ہو، تو وہ بڑا اور سنگین مسئلہ بن جاتا ہے۔ اس کی مثال دار فور (سوڈان) کے تقسیم کا مسئلہ' میں صہیونی لابی کے مؤثر اور مضبوط ابلاغیاتی اور سفارتی مہم نے صدر بش کو قائل کیا جس نے یکم جون ۲۰۰۷ء کو سوڈان پر پابندیاں عائد کیں اور صہیونی کوششوں کے نتیجے میں ایک ہی دن میں واشنگٹن سمیت ۱۸ مختلف امریکی شہروں میں مختلف NGO's کے ذریعے مظاہرے کروائے گئے(۵۲)۔ اور بالآخر ان عالمی قوتوں اور میڈیا نے تعصب اور اسلام دشمنی کی انتہا کر کے سوڈان کو تقسیم کرنے پر مجبور کر دیا۔

دوسری طرف عالمی میڈیا پر افسوس! کہ ہندوستان نے کشمیری مسلمانوں کی اکثریت کا قتل عام کر کے اقلیت میں تبدیل کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ ساڑھے پانچ لاکھ کشمیری شہید، ہزاروں اپاہج اور اتنے ہی جیل بھیج دیئے گئے اور اتنے ہی گھروں سے بے دخل کر دیئے گئے اور کئے جا رہے ہیں۔ مسلمان اپنی ماؤں، بیٹیوں، بہنوں اور رشتہ داروں کی میتوں پر ماتم کناں رہتے ہیں، جبکہ مغربی میڈیا پر ان کو انتہا پسند اور علیحدگی پسند قرار دیا جاتا ہے۔

ظالمانہ اور مجرمانہ رویہ ہے کہ ایک طرف مغربی میڈیا جمہوریت کا ڈھنڈورا پیٹتی ہے لیکن دوسری طرف یہ تماشا ہے جو مصر میں اور الجزائر جیسے ممالک میں جاری ہے جس کے لئے عالمی میڈیا کے صفحات پر جگہ نہیں ہے۔ اسلامی ممالک کے فوجی ڈکٹیٹر یا دھاندلی اور مغربی جمہوریت کے ساتھ اقتدار میں آنے والے لیڈر رہتے ہیں کہ جنہوں نے لاکھوں کی تعداد میں رعایا کو جیلوں میں بند کر کے یا قتل کر کے اقتدار کو طول دیا لیکن مغربی میڈیا کو یہ ظلم اور جبر، خورد بین سے بھی نظر آیا(۵۳)۔

یوں تو اسلام اور عالم اسلام ایک عرصہ سے مغربی میڈیا کے لئے تختۂ مشق بنے ہوئے تھے لیکن نائن الیون کے واقعہ کے بعد مغربی میڈیا اسلام اور اہل اسلام کا شدید ترین دشمن بنا گیا۔ نائن الیون کے

واقعہ کے ردّ عمل کے طور پر مغربی ذرائع ابلاغ نے اپنی حکومتوں کے ایماء پر پوری امت مسلمہ پر دہشت گردی کا لیبل لگا دیا(۵۴)۔

ایک برطانوی صحافی خاتون (یو آنے ریڈلی) نے ایک سوال کے جواب میں کہ "پاکستان کے طالبان کہاں سے آئے ہیں؟ کہا: "یہ سب امریکہ کا کیا دھرا ہے اگر ماضی کا جائزہ لیں تو ۲۰۰۴ء میں امریکہ نے وزیرستان میں بمباری کی تھی جس کے نتیجے میں ۱۴ بے گناہ بچے اور خواتین لقمہ اجل بن گئی تھیں اگلے دن ان کا اجتماعی جنازہ تھا جس پر ہزاروں کی تعداد میں وزیرستان کے قبائل شریک تھے، امریکہ نے اس جنازے پر بھی بمباری کی بس یہی وہ دن تھا۔۔۔کہ پاکستان میں طالبان نے جنم لیا"(۵۵)۔

مہمند ایجنسی کے دارالعلوم کے ۸۳ بچوں کی ایک ہی ڈرون حملہ کی وہ شہادتیں ہوں یا محمودیہ میں قاسم حمزہ کے خاندان کی آبروریزی کے بعد جلانے تک کا واقعہ فاجعہ تھا ہوں، یا عراق میں امریکی پابندیوں کی وجہ سے لاکھوں بچوں کی بھوک اور غذائی کمی کی وجہ سے ہلاکتیں اور قیامت خیز بمباری اور کیمیاوی ہتھیاروں کی انسانیت سوز ہلاکت خیزی کی وارداتیں ہوں، ساری کی ساری میڈیا سے مخفی زمین دوز کارروائیاں تھیں؟

نائن کے بعد مغربی میڈیا نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام اور مایہ ناز سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر کے خلاف زہر اگلنا شروع کیا۔ حالانکہ مغربی ایجنسیوں اور رپورٹوں کے مطابق روس اور چین کے علاوہ مغربی کمپنیاں بھی ایران سے تعاون کر رہی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود مغربی میڈیا نے مایۂ ناز سائنسدان کے دبئی اور دوسرے غیر ملکی فرضی اور جعلی بینک اکاؤنٹس کی مہم چلاتے رہے(۵۶)۔ مغربی دنیا نے ایٹمی اور کیمیاوی ہتھیاروں کو کمائی کا نہ صرف زبردست ذریعہ بنالیا ہے اور ہندوستان کو انہوں نے ایک مضبوط ایٹمی قوت بنادیا اور روز روز اس کی معاونت کر رہے ہیں تاکہ وہ مسلمانوں کا خون کرے، لیکن مسلمانوں کے لئے یہ شجرۂ ممنوعہ ہے۔اور پاکستان سے FMCT پر دستخط کرنے کا دباؤ بڑھا رہے ہیں(۵۷)۔

مغربی میڈیا کو اسرائیل کے ۴۰۰ سے زائد ایٹم بم اور نیوٹران اور ہائیڈروجن بم اور اس کے استعمال کے لئے میزائیلوں کی بڑی کھیپ اور جدید آبدوزوں اور لڑاکا طیاروں کے جھرمٹ نظر نہیں آتا۔ البتہ عراق میں خیالی Weapon of mass Destruction ضرور نظر آئے تھے جس کی بنیاد پر ۱۰

لاکھ سے زیادہ عراقی شہید، ۲۰ لاکھ ملک کے اندر بے گھر، ۲۰ لاکھ ملک سے باہر شام، اردن وغیرہ کی طرف ہجرت پر مجبور ہوئے۔

عجیب تماشا ہے کہ اسرائیل کے اندر بھوک سے نڈھال جانوروں کے لئے مغربی میڈیا نے شہ سرخیوں کے ساتھ مہم اور پروپیگنڈا تو کیا، لیکن لبنان کے اوپر جارحیت کی وجہ سے ہزاروں جانوں کے اڑے ہوئے چیتھڑوں کے لئے اور فریڈم فلوٹیلا پر اسرائیلی جارحیت، صبرا، شتیلا اور عین الحلوۃ میں مقیم فلسطینیوں کے قتل عام پر مغربی میڈیا نے کوئی شور نہیں مچایا۔ بلکہ الٹا یہودیوں کی برأت پیش کرتی ہے اوراسرائیل کی جارحیت کو امن وخوشحالی کوشش قرار دیتے ہیں، خواہ اس کے لئے لاکھوں انسانوں کو قتل کرنا پڑے [۵۸]۔

۱۹۹۶ء میں راسخ العقیدہ عیسائی سربوں کے ہاتھوں ایک ہی دن میں چھ ہزار مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کا قتل عام ان کو نظر نہیں آیا [۵۹]۔

اقوام متحدہ کے قائم کردہ پناہ گزین کیمپوں میں سرب ظالموں کی درندگی (ہتھوڑوں سے مسلمانوں کے سر کچل دیئے، کھوپڑیاں توڑ ڈالی گئیں، معصوم بچوں کی کھوپڑیاں گنوں کے بٹوں سے پھوڑ ڈالی گئیں، بعض شہروں میں زندہ مسلمانوں کو تندوروں میں جلا دیا گیا) ان آزاد میڈیا کے دعویداروں کو نظر نہیں آئی [۶۰]۔

افغانستان میں شادیوں کی تقریبات پر ڈرون اور میزائیلوں کے حملوں اور امریکی کمانڈوز کا بیگناہ افغانیوں کی زبانیں کاٹنے، سر کے بال اکھاڑ کر، زخموں پر تیزاب ڈالنے اور قبریں اکھاڑ کر لاشوں کو بموں سے اڑانے جیسے افسوسناک اور شرمناک واقعات ہوئے، لیکن میڈیا ان سب کو دہشت گردی کی اصطلاح کی نذر کر دیتے ہیں۔

۳/مئی ۲۰۰۹ء کی ایک رپورٹ کے مطابق افغانستان کے دارالحکومت کابل میں پانچ ہزار بیوہ خواتین رہتی ہیں، جو ہر صبح افغان حکومت کے پلاننگ ڈیپارٹمنٹ کے باہر ہزاروں کی تعداد میں جمع ہوتی ہیں لیکن مایوس ہو کر لوٹ جاتی ہیں [۶۱]۔

کیا یہ سب کچھ میڈیا کی کوریج سے دور ہے؟کیا یہ وہ جگہ نہیں جہاں عملاً امریکی حکومت ہے؟کیوں نہیں، لیکن یہ مقتولین ،بیوائیں ، اپاہج اور مصیبت زدہ تو مسلمان ہیں جس کے لئے مغربی میڈیا مہم نہیں چلاسکتی، کیونکہ یہ تو کیڑے مکوڑے ہیں، جیسا کہ بش وغیرہ نے کہا ہے۔

مغربی میڈیاکادہشت گردی کادوہرا معیار:

اس سلسلے میں سلومی رقمطراز ہے کہ رابرٹ فسک کے آرٹیکل "Strange kind of freedom" کے تعارف میں اخبار "دی انڈیپنڈنٹ" نے لکھا:

"ہم اسلامی جنون کے خطرات کے بارے میں بخوبی آگاہ ہیں لیکن رابرٹ کہتاہے کہ امریکہ میں آزادیوں کے لئے سب سے بڑاخطرہ دوسری قسم کی بنیاد پرستی، یہودیت اور عیسائیت ہے۔"[۶۲]

لبنان کے اخبار"ڈیلی سٹار" نے دہشت گردی کی پشت پناہی کی ایک اور مثال کی طرف توجہ دلائی ہے جو اسے عیسائی تنظیموں کی جانب سے مل رہی ہے، اس سلسلے میں اخبار نے ورلڈ کونسل آف چرچز کے کردار کی نشاندہی کرتے ہوئے بتایا کہ یہ جنوبی سوڈان کے باغیوں اور بیافرا (نائیجیریا) کے علیٰحدگی پسندوں کی زبردست مدد کررہی ہے۔ محمد الرکن نے ڈیلی سٹار میں ایک آرٹیکل لکھاہے، جس کا عنوان "اسلامی رفاہی تنظیموں کوہدف بنانے کے محرکات"ہے۔

وہ لکھتاہے:

"ورلڈ کونسل آف چرچز کی طرف سے سوڈانی باغیوں کی مدد کاسلسلہ ۱۹۵۰ء کے عشرے سے چلا آرہا ہے ۱۹۷۰ء کے عشرے کے اوائل میں سوڈان میں ایک جرمن پادری پال سٹیز کو عین موقع پر پکڑ لیا گیاتھا۔اگر جنوبی باغیوں کو مغربی رفاہی اداروں سے مدد نہ مل رہی ہوتی تو وہ لڑائی جاری نہیں رکھ سکتے تھے۔ نائیجیریا میں ورلڈ کونسل آف چرچز اور دیگر مغربی رفاہی تنظیمیں تین سال سے زیادہ عرصے سے بیافرا میں علیٰحدگی کی تحریک کی سرگرمی سے پشت پناہی کرتی آرہی ہیں اور علی الاعلان دہشت گردی کی مدد کررہی ہیں مگران پر کبھی تنقید نہیں کی گئی"[۶۳]۔

ان دونوں مثالوں سے پوری طرح ثابت ہوتا ہے کہ عیسائی رفاعی تنظیمیں مغرب کی خارجہ پالیسی کے مقاصد کے لئے آلہ ٔ کار کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔ مغربی ممالک کے لئے سوڈان اور نائیجیریا کے علیٰحدگی پسندوں کی کھلی فوجی مدد کرنا ممکن نہیں رہا تھا۔ چنانچہ انہوں نے یہ کام چرچ کے زیر انتظام چلنے والی رفاہی تنظیموں سے لیا ہے۔ اس کے برعکس جن تنظیموں نے فلسطینی مزاحمت کاروں کے لئے عطیات بھیجے، انہیں دہشت گردوں کا حامی قرار دیکر نشانہ بنایا گیا، حالانکہ فلسطینی مزاحمت کار بین الاقوامی طور پر ایک مسلمہ تحریک ہیں، جو علیٰحدگی پسند یا باغی نہیں ہے۔ "گلف سنٹر فار سٹریٹیجک سٹڈیز" نے بھی اس شرمناک دھوکہ بازی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"یہ شرمناک دوہرا معیار اس وقت سامنے آیا جب یہ ثابت ہو گیا کہ ورلڈ کونسل آف چرچز جنوبی سوڈان کی علیٰحدگی پسند تحریک کو عطیات اور گرانٹس کے ذریعے ماضی میں بھی مدد دیتی رہی ہے اور اب بھی دے رہی ہے۔ یہ گرانٹس لاکھوں ڈالرز تک پہنچ چکی ہیں۔"(۶۴)

کیرن فان ہیل لکھتی ہے:

"یہ صرف انتہا پسند اسلامی گروپوں تک محدود نہیں کہ وہ اثر ورسوخ بڑھانے کے لئے یہ طریقہ استعمال کرتے ہیں، امریکہ میں بنیاد پرست تنظیمیں بھی مختلف تنازعات میں کبھی ایک فریق کی مدد کرتی ہیں اور کبھی دوسرے کی مددگار بن جاتی ہیں۔ ان کا اصل مقصد عیسائیت کی حمایت کرنا ہوتا ہے، اس سلسلے میں سوڈان کا کیس اظہر من الشمس ہے(۶۵)۔

اس صورتحال کے پیشِ نظر "قرضوں کی جنگ" کے مصنفین کی بات درست ہے۔ کہتے ہیں:

"امریکہ میں انڈیپنڈینٹ پریس نام کی کوئی چیز نہیں، ہم میں سے کوئی اپنی دیانت دارانہ رائے کا اظہار نہیں کر سکتا، اگر کرے گا تو وہ شائع نہیں ہو گی۔ مجھے ہر ہفتے ۱۵۰ ڈالر اس لئے ملتے ہیں کہ میں اپنے اخبار میں اپنی دیانتدارانہ رائے کا اظہار نہ کروں۔ آپ سب کا یہی حال ہے، اگر میں اپنے پرچے میں اس کی اجازت دے دوں تو ۲۴ گھنٹوں سے پہلے میری جاب ختم ہو جائے گی۔ ایسا بے وقوف آدمی بہت جلد سڑکوں پر نیا کام تلاش کرتا ہوا نظر آئے گا۔ نیویارک کے جرنلسٹ کا فرض ہے کہ جھوٹ بولے، خبروں کو مسخ

کرے، بدزبانی کرے، قارونوں کی چاپلوسی کرے اوراپنی قوم اور ملک کو روٹی کی خاطر بیچ دے اور غلام بن کر رہے۔ ہم پس پردہ رہنے والے امراء کے غلام ہیں، ہم کٹھ پتلیاں ہیں، وہ تار کھینچتے ہیں اور ہم ناچتے ہیں، ہمارا وقت، ہمارا ہنر، ہماری زندگی اور ہماری اہلیت ان لوگوں کی پراپرٹی ہے، ہم ذہنی طوائفیں ہیں۔"(۶۶)

یہ ذہنی طوائفیں آخر حق، سچائی اور انسانی حقوق کی آواز کیسے بلند کرسکتی ہیں؟۔ یہ دولت، شہرت، خوشامد اور تعصب واسلام دشمنی کے غلام، انسانیت کی خیر خواہی کا فریضہ کیونکر ادا کرسکتے ہیں؟ ان کو تو مغرب کی اندھی تقلید اور نقالی، تعصب اور متکبرانہ رویے، فاخرانہ سوچ، نسلی برتری اور تاریخ وثقافت کو اپنی میڈیا کے ذریعے پیش کرنا ہے خواہ اس سے انسانیت کی تذلیل ہو، ان کے حقوق کا گلا گھونٹا جائے، شرم وحیا کے مارے منہ چھپانا پڑے، آزادی اور کلچر وثقافت کے نام پر پیغمبروں کی توہین ہو، عورت کو سربازار ننگا ہونا پڑے، قعر مذلت میں زندہ درگور ہو یا اس کی نسوانیت ابن آدم کے پاوں تلے روندا جائے، ہوس زر اور ہوس شہوت کے لئے نام نہاد حقوق نسواں وآزادئ نسواں کے نام پر پہاڑوں تلے زندہ درگور کیا جارہا ہے۔ عصر حاضر میں مغربی میڈیا نے اپنے معاشرے کو کچلنے کے بعد مشرقی معاشرے کا رخ کر کے تلاطم خیزی پیدا کر دی ہے۔

جان ایل اسپازیٹو نے صحیح کہا تھا کہ جس آزادئ نسواں وحقوق نسواں کی تحریک نے ہمارے لئے مسائل پیدا کئے تھے، لاکھوں خاندان اجڑ گئے اور لاکھوں بچے مادری اور پدری شفقت سے محروم ہوگئے تھے، آج مشرق پر حملہ آور ہے اور بیجنگ کانفرنس کا مدعا بھی یہی تھا کہ کم سن بچی کو جنسی بے راہ روی کا گُر بتا کر مشرق کو بھی ایڈز زدہ اور تباہ کر دیا جائے۔

پروفیسر کارل ارنسٹ(Carl Ernst) نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ عہد حاضر میں مسلمانوں کے متعلق صرف اور صرف منفی تاثرات کو ذرائع ابلاغ کے ذریعے مسلسل نشر کیا جارہا ہے، پروپیگنڈے کی طاقت کا یہ عالم ہے کہ پوری کی پوری مسلم تہذیب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکنے پر کوئی بھی معترض نہیں ہوتا۔ حالانکہ کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی ایسی تہذیب جو ایک ہزار برس سے زیادہ کی مدت تک دنیا کے تقریباً نصف حصے میں پھلتی پھولتی رہی ہو، پوری کی پوری منفی عوامل پر مبنی ہو؟۔۔۔ مسلمان معاشروں پر عورتوں کو مناسب مقام نہ دینے کا الزام ہے، لیکن مغربی ٹیکنالوجی کے شاہکار انٹرنیٹ پر

موجود پورنوگرافی (عریاں تصاویر فلم)، لاکھوں ویب سائٹس اور مغرب میں ٹیلی ویژن، اخبارات اور اشتہارات کے ذریعے عورت کو ایک جنسی کھلونے کی حیثیت سے پیش کرنا کیا عورت کے احترام پر مبنی عمل ہے؟(٦٧)

لیکن قدرت کی شان دیکھیے کہ وہ مغربی اور یورپی دنیا جس نے عورت، اس کی آزادی اور حقوق کے نام نہاد دعوؤں کے ساتھ یہ پروپیگنڈا کہ اسلام سب سے بدتر مقام عورت کو دیتا ہے، آج مسلمان ہونے والے مغربی اور یورپیز میں دو تہائی عورتیں ہیں اور ایک تہائی مرد(٦٨)۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مغربی تعلیم یافتہ عورت اپنے حقوق کو اسلام میں محفوظ سمجھتی ہے۔ یہ محض تصور نہیں ایک حقیقت ہے۔

مغرب میں عورت کو جتنی بھی آزادی حاصل ہوئی، تاریخی اعتبار سے وہ کل کی بات ہے۔ ۱۸۷۰ء تک انگریزی عورتوں کو جائیداد کی ملکیت کا حق حاصل نہ تھا، جب کہ مسلمان عورت کو شریعت اسلامیہ کی رو سے یہ حق ساتویں صدی سے حاصل رہا ہے۔ ۱۷۱۶ء میں جب لیڈی میری وارٹلی مانٹیگ(٦٩) نے برطانوی سفیر کی بیوی کی حیثیت سے اپنے شوہر کے ساتھ قسطنطنیہ کا سفر کیا تو یہ دیکھ کر حیران ہوگئی کہ عثمانی امراء کی بیگمات بڑی بڑی جاگیروں کی مالک تھیں اور اپنی جائیداد کی دیکھ بھال تنہا کسی مرد کی معاونت کے بغیر کر سکتی تھیں، انہیں تو یہ بھی محسوس ہوا کہ مسلمان عورتوں کے نقاب نے عورتوں کو مردوں کی چبھنے والی نگاہوں سے محفوظ کر کے ایک نوع کی آزادی کا احساس دے رکھا ہے"(٧٠)۔

ارنسٹ امریکی معاشرے کو دعوت فکر دیتے ہوئے لکھتا ہے:

"آج ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ خود بالغ نظری سے ذرائع ابلاغ کو تربیت دے۔۔۔ یورپ اور امریکہ کی عوام اپنی رائے کی بنیاد زیادہ تر ذرائع ابلاغ کے وسائل پر ہی رکھتی ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ اسلام کے بارے میں مسلسل ایک منفی تاثر قبول کئے جاتی ہے، اب وقت آگیا ہے کہ اس سے آگے بڑھ کر مسلمانوں کو انسان سمجھنے کا عمل شروع کیا جائے اور تاریخی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی تناظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے کردار واعمال کا تجزیہ کر کے انہیں سمجھنے کی کوشش کی جائے۔"(٧١)

فاضل مصنف نے بہت ہی منصفانہ فکر کی دعوت دی ہے لیکن ایسے ہاتھوں، اداروں اور ایجنسیوں کا کیا کیا جائے جو یہ سارا دھندہ محض اس لئے کرتی ہیں کہ معاشرتی اقدار اور اخلاق پامال کر کے

اس کی کوکھ سے سرمایہ زر بر آمد کریں۔ وہ یہود جنھوں نے مال کے معاملے میں خدا کو بھی معاف نہیں کیا۔ ﴿إِنَّ ٱللَّهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَآءُ﴾ (۷۲) کہہ کر اللہ کی ناقدری و بے ادبی کی، دنیا کے انسانوں کو کیسے معاف کر سکتے ہیں؟ میڈیا کا غالب اختیار ان کے پاس ہے۔

مغربی میڈیا کا ابتدا وارتقاء اور رویہ

۱۹۰۷ء میں امریکہ کے یہودی سرمایہ کاروں نے "یونائیٹڈ پریس" کے نام سے ایک نیوز ایجنسی کی بنیاد ڈالی، اس کے دو سال بعد ۱۹۰۹ء میں "انٹر نیشنل نیوز سروس" کے نام سے کمپنی قائم ہوئی، جس نے بعد میں ایسے عالم گیر اشاعتی ادارے کی حیثیت اختیار کی، جس کی شاخیں دنیا بھر میں پھیل گئیں۔ یہ دونوں ایجنسیاں سو فیصد یہودیوں کی تھیں، پھر ۱۹۵۸ء میں "یونائیٹڈ پریس" اور انٹر نیشنل نیوز سروس" آپس میں ضم ہو گئیں اور "نیویارک ٹائمز" کی ملکیت میں آ گئیں جو ایک یہودی کے ماتحت ہے۔ ۱۹۸۴ء میں ان کو "میڈیا نیوز کارپوریشن" میں ضم کر دیا گیا، اس میں سے دو ہزار دو سو چھیالیس خریدار (اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشن) امریکہ سے باہر کے ہیں۔ اس مرکزی خبر رساں ایجنسی کے ماتحت ۳۰ خبر رساں ایجنسیاں پوری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں (۷۳)۔

صرف "یونائیٹڈ پریس انٹر نیشنل" سے امریکہ میں ۱۱۳۴ اخبارات و پبلشنگ ادارے اور ۳۶۹۹ ریڈیو سٹیشن وابستہ ہیں۔ پوری دنیا میں اس ایجنسی کے ۱۷۷ مراکز ہیں، صرف امریکہ میں اس کے ۹۶ دفاتر ہیں، روزانہ ۱۸ ملین الفاظ پر مشتمل مضامین اور خبریں خریداروں کو بھیجی جاتی ہیں جب کہ روزانہ ۸۲ تصاویر بھیجنے کی اوسط ہے (۷۴)۔

مغربی میڈیا کی تکون جو دنیا بھر میں خبریں فراہم کرتا ہے، قومی بھی ہے اور بین الاقوامی بھی۔ ان کا تعلق مغربی ممالک سے ہے۔ ایسوسی ایٹڈ پریس (AAP) کا تعلق امریکہ سے ہے، اژانس فرانس پریس (AFP) کا تعلق فرانس اور رائٹرز (Reuters) کا تعلق برطانیہ سے ہے۔ ایجنسیوں کا یہ تکون ہمہ وقت اسلام کو نقصان پہنچانے کے لئے کوشاں رہتا ہے (۷۵)۔

برطانوی صحافی ریڈلے کہتی ہے:

> "مسلمانوں کے حوالے سے مغربی میڈیا کا رویہ منصفانہ نہیں، اس کی بنیادی وجہ غلط فہمی پر مبنی ایک راسخ فکر، مسخ شدہ معلومات اور لاعلمی کے ساتھ ساتھ سیاسی مقاصد کے حصول

کے لئے اسلام کو بدنام کرنے کی ایک سوچی سمجھی کوشش بھی ہے۔"(۷۶)

اس کی ایک مثال ۲۱ر ستمبر ۲۰۰۶ء کو بعض اخبارات کی وہ خبر تھی جس میں خانہ کعبہ کی ایک تصویر شائع کرکے نیچے یہ کیپشن دیا گیا تھا:

"یہ تصویر خانہ کعبہ کی ہے جہاں حاجی طواف کررہے ہیں، واضح رہے کہ سعودی حکام اس بات پر غور کررہے ہیں کہ یہاں خواتین کی نماز ادا کرنے پر پابندی لگادی جائے۔"(۷۷)

یہ تصویر اور اس کا کیپشن امریکی خبر رساں ادارے AAP نے جاری کیا تھا، حالانکہ حقیقت میں ایسی کوئی بات زیر غور نہیں تھی۔ اور سعودی حکومت بیت اللہ میں ایک ایسے کام کو کیسے روک سکتی ہے جس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے نص موجود ہو۔ مسلمانوں میں غلط فہمیاں پھیلانا، ان کے خلاف ریشہ دوانیاں مغربی میڈیا کے اہل کاروں کا پیدائشی حق ہے، مشہور امریکی نیوز چینل CNN کے ایڈیٹر کا کہنا ہے:

"جب ناظرین ٹی وی اسکرین کے ایک کونے میں "Live" (براہ راست) لکھا ہوا دیکھتے ہیں تو وہ تھوڑی دیر کے لئے چینل بدلنا روک دیتے ہیں اور غور سے ہمارے چینل پر پیش کی جانے والی رپورٹ دیکھنے لگتے ہیں قبل اس کے کہ ان میں سستی دَر آئے، ہم دوسری براہِ راست رپورٹ پیش کرنا شروع کردیتے ہیں"۔ ٹی وی چینلوں کے اس عمل سے ٹی وی دیکھنے والا شخص 'ان کے سحر میں گرفتار ہوجاتا ہے اور ان کی جانب سے پیش کردہ بات کو تدریجاً قبول کرنے لگتا ہے(۷۸)۔

۹/۱۱ کی خودساختہ امریکی سازش کے حوالے سے ایک امریکی یونیورسٹی کے ممتاز پروفیسروں نے بہت ہی تحقیق پر مبنی کالم شائع کیے تھے کہ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کی عمارتیں صرف جہازوں کے ٹکرانے سے مکمل طور پر تباہ نہیں ہوسکتیں بلکہ ایسا صرف اس صورت میں ممکن ہے جب انہیں اندرونی دھماکوں سے گرایا گیا ہو۔"(۷۹)

مبالغہ آمیزی اور اثرات

مغربی میڈیا کی زبردست پروپیگنڈا وار عالم اسلام کے خلاف جاری ہے، تاکہ مشرق وسطیٰ پر کنٹرول حاصل ہوجائے اور اسرائیل کو تحفظ دینے کے ساتھ ساتھ عربوں کے تیل پر قبضے میں آجائیں۔ یہ

۷۰ ممتاز سائنس دانوں اور اعلیٰ پروفیسروں کے تحقیقی ویب سائٹ کا نچوڑ ہے(۸۰)۔

لیکن افسوس! کہ آج کے دور میں تحقیق نہیں پنپتی اور نہ ہی ایسے تحقیق کار سکالروں کی ضرورت ہے جو قوموں کی راہنمائی کرے۔ اس تحقیق کے نتیجے میں بعض کو جبری رخصت پر گھر بھیج دیا گیا کیونکہ ان کی ریسرچ کو غلط ثابت نہیں کیا جاسکا۔

ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے خود ساختہ واقعہ میں پونے تین ہزار ہلاک شدگان کا تذکرہ تو بھرپور انداز سے ہر وقت اور ہر سال تازہ کیا جاتا ہے لیکن امریکہ اور برطانیہ کے خیالی ایٹمی ہتھیار کے بہانہ پر عراق پر دس سال اقتصادی پابندی لگا کر دس لاکھ عراقی مسلمان دوا اور غذائی قلت کی وجہ سے موت کا نوالہ بن گئے جن میں پانچ لاکھ بچے شامل تھے۔ لیکن مغربی میڈیا پر ان کے ضیاع اور ہلاکت کا تذکرہ کرنا شائد مناسب نہیں(۸۱)۔

"ہالی ووڈ" تمام دنیا میں امریکی ثقافت اور کلچر کو بڑے زور و شور سے پھیلانے رہے ہیں، پوری دنیا کی نوجوان نسل اس بے ہودہ امریکی ثقافتی سیلاب کی زد میں ہیں۔ لباس، زبان اور رنگ ڈھنگ تک دنیا نے امریکی اختیار کرنا شروع کر دیا ہے، دوسری دنیا کے مقابلے میں اسلامی دنیا اور خاص کر عرب اپنی قومی اور دینی اور تہذیبی لباس تک کو بھول گئے، اسلئے کہ امریکی فلم نگری کے ساتھ ساتھ ہندو فلم نگری اس کو "دہشت گردی" کی علامت کے طور پر دکھلا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو کہیں کہیں بزرگوں کی شکل میں پوری عرب ریاستوں (اردن، شام، فلسطین، مصر، لیبیا وغیرہ) میں یہ قومی لباس یاد تازہ رکھنے کے لئے نظر آئے گا(۸۲)۔

مغربی مصنفین؛ پیٹر گیلیز۔ ۱۹۸۹ء، پامیلا شومیکر اور سٹیفن ڈی ریز ۱۹۹۶ء وغیرہ کے تحقیقات سے ثابت ہے کہ آزاد ذرائع ابلاغ نام کی کوئی چیز مغربی دنیا میں نہیں ہے، جبکہ دوسری طرف آزادی اظہار کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں(۸۳)۔

اور یہی چیز عراق پر امریکی و برطانوی حملے کے دِنوں میں کھل کر سامنے آئی کہ ہر خبر CIA اور پینٹاگان سے کلئیر ہوئے بغیر نہیں جاسکتی تھی اور جس نے اظہار کیا اس کو معذرت کروانا پڑی اور پیٹر ارنسٹ جیسے نمائندوں کو واپس بلانا پڑا اور بعض کو برطرف بھی کر دیا گیا(۸۴)۔

پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے باوجود لوگ کیوں یہ سب کچھ مغربی نقطۂ نگاہ سے قبول کر رہے ہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا پر مغربی میڈیا کی اجارہ داری ہے اور اتنے کثرت اور تسلسل کے ساتھ وہ اپنا پروپیگنڈا کر رہی ہے کہ شعوری اور لاشعوری طور پر ان کے رنگ میں ایک ارب سے زائد تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ انسان رنگتے چلے جاتے ہیں، کم و بیش ہر ملک میں امریکی ہفت روزہ "ٹائمز" کے ہزاروں نمائندہ موجود ہیں جس کی اشاعت ۵۰ لاکھ اور قارئین ۳ کروڑ سے متجاوز ہیں، یونائیٹڈ پریس ۴۸ زبانوں میں خبریں جاری کرتا ہے۔ "رائٹر" کم و بیش دس ہزار اخبارات کو روزانہ خبریں فراہم کرتا ہے، برطانوی جریدے اکانومسٹ کے خریدار ۸ لاکھ ۴۵ ہزار سے متجاوز ہیں، نیوز ویک کی اشاعت ۳۲ لاکھ اور ۱۲ ایڈیشن نکلتے ہیں۔ وائس آف امریکہ سننے والوں کی تعداد ۹ کروڑ سے متجاوز ہے اور ۵۲ زبانوں میں نشر کی جاتی ہے۔ BBC کی نشریات سننے اور دیکھنے والے بلاشک و شبہ کروڑوں میں ہیں، وال سٹریٹ جرنل کی روزانہ اشاعت ۱۸ لاکھ ہے۔ ریڈرز ڈائجسٹ ۱۶ زبانوں میں شائع ہوتا ہے[۸۵]۔

اس کے مقابلے میں تیسری دنیا کے اخبارات کی آواز کون سنتا ہے؟ مغربی دنیا کی میڈیا کی سحر انگیزی، خوبصورت سفید جھوٹ اور دھونس دھاندلی کے اثرات سے بچنا ممکن نہیں۔

۱) امریکی ذرائع ابلاغ نے آپریشن صومالیہ کے ۱۰۰ اسے زائد افراد کے صومالیوں کے ہاتھوں ہلاک ہونے والوں کا ۲۰ ماہ تک شدید پروپیگنڈا کرتے رہے، لیکن ہلاک اور زخمی ہونے والے ان ۱۳ ہزار صومالیوں کا کبھی بھی ذکر نہ آیا جنہیں اقوام متحدہ کی افواج نے "امن" قائم رکھنے کے لئے صفحۂ ہستی سے مٹادیا۔ فرح عدید ٗصومالیہ کا ہر دلعزیز لیڈر رہا ہے، اس کو جنگجو، وحشی، خون کا پیاسا سردار قرار دیا گیا۔ جب کئی لاکھ افراد نے موغادیشو میں اس کا استقبال کیا تو اس کا کہیں چرچا نہ ہوا۔

۲) صدر صدام حسین نے کویت پر حملہ کیا تو اس کے خلاف ۲۸ ممالک کی فوج تیار کی گئی اور جب اقوام متحدہ کی مختلف پابندیوں کے باعث ۵ لاکھ عراقی بچے فاقہ کشی کی نوبت کو پہنچے تو کسی نے ان کی حالت زار کی طرف توجہ نہ دی۔

۳) کویت کی آزادی کے لئے امریکہ نے اہم کردار ادا کیا لیکن بوسنیا کے مظلوموں کو سربیا کی ظالمانہ کارروائیوں سے بچانے کے لئے کچھ نہ کیا گیا اور اسے خانہ جنگی قرار دیا گیا۔

۴) مصر کے صدر اور وزیر اعظم کو "انتہاپسندوں" کی طرف سے جارحانہ اقدامات کی دھمکیاں ملیں تو عالمی پریس نے بڑھ چڑھ کر اس کو شائع کیا لیکن جب حسنی مبارک کی حکومت نے جیلوں کو بے گناہ

نوجوانوں سے بھر دیا اور ہزاروں شہریوں کو بغیر مقدمہ چلائے حوالہ زنداں کیا اور ۱۰۰ کے قریب افراد کو مقدمہ چلائے اور جرم ثابت کئے اور اپیل کا حق دیے بغیر خصوصی سماعت کی عدالتوں کے ذریعے پھانسی کی سزا دی گئی تو عالمی پریس میں سے کسی نے ان کے حق میں آواز بلند نہ کی۔

۵) جب گوجرانوالہ کے ۱۲ سالہ "سلامت مسیح" کو گستاخیٔ رسول ﷺ آرڈیننس کے تحت گرفتار کیا گیا تو انسانی حقوق کی اس "خوفناک" خلاف ورزی پر عالمی پریس نے پاکستان کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دیں مگر افغانستان کے قلعہ جنگی میں بمباری اور زیر حراست افغانوں کے قتل عام پر کسی کی آنکھ پر نم نہ ہوئی۔

۶) بوسنیا کا نائب وزیر اعظم بر سر عام قتل کر دیا جاتا ہے یا پھر ایک یہودی فلسطین کی مسجد ابراہیم میں ۷۰ افراد کو اپنی گولیوں سے بھون کر رکھ دیتا ہے تو اسے ایک فرد کا ذاتی فعل قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے مقابلے میں تاجکستان، الجزائر اور تیونس میں اختلاف رائے رکھنے والے لوگوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیے جاتے ہیں تو اسے "ضروری کارروائی" قرار دیا جاتا ہے۔

۷) لیبیا کے دو باشندے امریکہ کا طیارہ لا کر شہر میں تباہ کر دیتے ہیں تو پورا ملک اسکی سزا بھگتتا ہے اور اس کا عالمی پیمانے پر حقہ پانی بند کر دیا جاتا ہے۔ اقوام عالم کو لیبیا کے ساتھ تجارت نہ کرنے کا حکم دیا جاتا ہے اور کروڑوں ڈالروں کے اثاثے ضبط کر لیے جاتے ہیں۔ اس کے برعکس امریکہ ایرانی طیارہ مار گراتا ہے جس میں ۱۵۰ افراد ہلاک ہوتے ہیں تو اس پر نہ شور بلند ہوتا ہے نہ واویلا مچتا ہے، نہ معاوضے کا مطالبہ ہوتا ہے، نہ امریکہ پر پابندیاں لگانے کی آوازیں بلند ہوتی ہیں۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ ذرائع ابلاغ کو امریکی مفادات کے لئے استعمال کر رہے رہیں۔

۸) آئرش ری پبلکن آرمی اور آئرلینڈ کی برطانیہ سے آزادی کے علم بردار گروہ پُر تشدد کارروائیوں پر عرصہ دراز سے گامزن ہیں۔ صورتحال قابو سے باہر ہونے لگی تو اس وقت برطانوی وزیر اعظم جان میجر نے اعلان کر دیا کہ اگر آئرش صوبے کے لوگ ریفرنڈم کے ذریعے الگ ہونا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ اس کے برعکس مقبوضہ کشمیر کے عوام نے ۸۵ ہزار افراد قربان کرا دیے ہیں، اربوں روپے کی فصلیں، فیکٹریاں، کاروبار اور املاک کو بھارتی فوجیوں نے ملیامیٹ کر دیا ہے، ہزاروں عورتوں کی فی الواقع عصمت دری ہو چکی ہے، پوری قوم بھارت کے پنجہ استبداد سے آزادی کے لئے یک جان ہو چکی ہے لیکن عالمی ذرائع ابلاغ مجاہدین آزادی کو "مٹھی بھر شرپسند عناصر" انتہاپسند اور فرقہ پرست قرار دے کر ساری جدوجہد آزادی کو سبوتاژ کر دیتے ہیں۔ اس دورنگی کے ذمہ دار وہ یہودی عناصر اور

ایجنسیاں ہیں جو ان عالمی رسائل وجرائد کے مالک اور پشت پناہ ہیں اور تمام فیصلے اپنی مرضی کے مطابق کرانا چاہتے ہیں۔

مغربی ممالک کے ذرائع ابلاغ عالم اسلام کے بنیادی عقائد اور اسلامی اقدار کے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کر رہا ہے، اس کی شر انگیزیاں اس حد تک پہنچ گئی ہیں کہ نبی آخر الزمان ﷺ کی ذاتِ بابرکات پر بھی رکیک حملے رہے ہیں جس سے پوری امت کی دل آزاری ہوئی اور مسلسل ہو رہی ہے۔

علاوہ ازیں الیکٹرانک اور سوشل میڈیا نے اخلاقی اور روحانی تباہی مچا رکھی ہے اور یہ گلوبلائزیشن کا سب سے بڑا آلہٗ کار نظر آتے ہیں، انٹرنیٹ 'جنسیت اور فحش کاری کو سب سے زیادہ فروغ دینے والا ہے جو انسانیت کو گڑھے میں دفن کرنے والی بیماریاں ہیں جسے اللہ نے مؤمن معاشرے میں پھیلانا حرام قرار دیا ہے اور پھیلانے والے کے لئے بڑا عذاب رکھا ہے ارشاد باری تعالی ہے:

﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يُحِبُّونَ أَن تَشِيعَ ٱلْفَٰحِشَةُ فِى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِى ٱلدُّنْيَا وَٱلْءَاخِرَةِ ۚ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ (٨٦)

لیکن مغربی ترقی کے اس سحر انگیز مہلک ہتھیار کے وار سے کمپیوٹر کے سکرین پر بیٹھ کر، صرف ایک کلک (بٹن دبانے) سے انسان فحاشی وعریانی اور تخریب اخلاق کے تالاب میں "جہالت اور شرم وحیا" کے ساری حدود پار کر کے داخل ہو جاتا ہے۔ انٹرنیٹ کی اس بے ہودہ دنیا میں لاکھوں ویب سائٹس ہیں، جہاں سے ایک انسان دنیا کے کسی بھی کونے میں فحش تصویریں، جنسی ہیجان برپا کرنے والی فلمیں اور اس قسم کی ہر طرح کی مفت تباہی والے مناظر بآسانی دیکھ سکتا ہے۔ یہ جنسیت زدہ اور فحش کلچر انسانیت کے لئے تباہی ہے جس کے بارے میں ایک روسی سکالر نے لکھا ہے:

> " مغربی عورتیں اپنے جسم دکھاتے، لباسوں اور عریاں پنڈلیوں کے ذریعے مردوں کی قبریں کھودتی ہیں، ذرا دیکھئے بظاہر ایک بھلی سی لڑکی ہیجان انگیز وضع قطع کے ساتھ اپنی ایک دوست کی خوشی کے لئے گھر سے خراماں خراماں نکلتی ہے لیکن اپنے جلوؤں سے راستے بھر میں ایک درجن سے زیادہ مردوں کو (بلاوجہ) ذہنی اور صنفی اذیت میں مبتلا کرتی چلی جاتی ہے۔ یوں عریانی اور برہنگی کے یہ کھلے ہتھیار بڑے پیمانے پر تباہی

پھیلانے Mass Destruction کا کام کر جاتے ہیں۔ اس طرح یہ سارا عمل مغربی تہذیب کو ایک مضمحل معاشرے کے سپرد کر دیتا ہے"(۸۷)۔

موج مستیوں کے ٹی وی ڈرامے اور فلمیں اور آلاتِ موسیقی اور شراب و کباب کے رنگین جوان کڑکوں اور لڑکیوں کے مخلوط حافل تباہی انسانیت کے اسباب ہیں، جس کے بارے آپ ﷺ نے فرمایاہے :

"جب گانے والی عورتیں، آلات موسیقی اور شراب کا عام رِواج ہو جائے تو تم اس وقت ایک سرخ آندھی کا، زلزلہ کا، زمین میں دھنسنے کا، صورتیں مسخ ہونے کا اور قیامت کی نشانیوں کا جو یکے بعد دیگرے اس طرح آئیں گی جیسے کسی ہار کی لڑی ٹوٹ جانے سے موتی بکھر جاتے ہیں' انتظار کرو۔" (۸۸)

مغربی ممالک میں بھی یہ حقیقت تسلیم کی جانے لگی ہے کہ عصمت دری کے جراثیم کا بے حجابی اور بے لباسی سے گہرا تعلق ہے، سویڈن کی ایک ۱۸ سالہ لڑکی "روسا" نے اپنے ڈرائیونگ انسٹر کٹر پر اپنے ساتھ زیادتی کا الزام لگایا، تو سویڈن کی عدالتِ عظمٰی نے یہ فیصلہ دیا کہ:

"جین پہننے والی لڑکی کسی شخص پر زیادتی کا الزام نہیں لگا سکتی کیونکہ ایسا اس کی مرضی کے بغیر ہو ہی نہیں سکتا۔"(۸۹)

گویا"جین"جیسا بے حجاب لباس عمل کی زبان ہے(۹۰)۔

ہندوستانی میڈیا نے تو عریانی، فحاشی، اور جنسیت اور اخلاقی تباہی میں دنیا کو مات دی ہے، کیونکہ اس کو مذہبی اور ثقافتی تقدس ہندوستان میں حاصل ہو چکا ہیں۔ مغربی میڈیا کے مصنف لکھتے ہیں:

"آج سے ایک ہزار سال قبل ہندوستان میں "کام شاستر" کا مطالعہ نابالغ اسکولی بچوں کو سن بلوغت میں پہنچانے کا ایک ذریعہ تسلیم کیا جاتا تھا کام شاستر کا ایک درس یہ بھی ہے کہ دوسرے کی بیویوں کو کیسے رجھایا جا سکتا ہے غیر فطری جنسی حرکتوں، ہم جنسی اور جسم فروشی کی ایسی ترکیبیں اس کتاب میں موجود ہیں کہ موجودہ دور کے تمام تر بسیوائی ادب شرم سے پانی پانی ہو جائیں گے(۹۱)۔

یہی وجہ ہے کہ آج ہندوستانی میڈیا نے فحش، عریاں، ننگے اور جنسی مناظر کو کمائی کا ذریعہ بنایا ہے اورآس پاس کے ممالک، سب کو ہندوستانی جنسیت اور فحش زدہ میڈیا اور کلچر نے تباہی کی طرف گامزن کر دیا ہے۔

فحش ٹی وی سیریز اور جنسی اختلاط پر مبنی فلموں کو ٹی وی پر دکھانے کا دفاع کرتے ہوئے "جین" ٹی وی کے مالک (ڈاکٹر جے کے جین) کہا "ہم سیکس سے لطف اندوز ہونے والی فلمیں دکھاتے ہیں، آخر اس میں کیا غلط ہے؟ اس طرح کی ننگی تصویریں دیکھ کر لوگ تھک جائیں گے، تو زنا بالجبر کے واقعات خود بخود کم ہو جائیں گے[۹۲]۔

اس قسم کے بیہودہ، شرم سے پانی پانی کرنے والے "سوتر نامی" کنڈوم کے اشتہارات اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں، ساحل سمندر پہ جوڑا دکھایا گیا ہے وہ پلے بوائے (Play boy) امریکہ کا فحش ترین رسالہ اور لیس میکر جیسے فحش رسائل کے مضامین و تصاویر کو بھی شرمندہ کر کے رکھ دیتے ہیں۔ یہ فحش رسائل، ادب، ٹی وی اور فلم نہ صرف ہندوستانی بلکہ دنیا کے لئے فحاشی، جنسی انارکی کا ایک تحفہ ہے۔

حواشی و حوالہ جات

۱) اجمل ملک، صحافت صوبہ سرحد میں، قومی پبلشرز لاہور، ۱۹۸۰ء، ص:۱۹

۲) http://users7.jabry.com/salafi/articles/printmedia.html

۳) سید محمد عابد http://www.urduweb.org/mehfil/threads

۴) سورۃ البقرہ:۲۵۷

۵) سورۃ النساء:۸۷

۶) سورۃ النساء:۱۲۲

۷) ترمذی، محمد بن عیسی، جامع ترمذی، ابواب العلم، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث:۲۶۵۶

۸) محمد بن فتوح الحمیدی، الجمع بین الصحیحین، باب افراد مسلم، نشر دار ابن حزم، لبنان، ۲۰۰۲ء

۹) سورۃ النساء:۱۳۵

۱۱) سورۃ البقرہ:۱۴۰

۱۲) سورۃ البقرہ:۲۸۳

۱۴) ماہنامہ بیداری، ص:۶، ج:۷، شمارہ:۸۳، مارچ ۲۰۰۱ء، حیدرآباد

۱۵) سورۃ الحجرات:۶

۱۶) ترجمہ قرآن مجید مع مختصر حواشی:۹۷۱

۱۷) سورۃ القلم:۱

۱۸) سورۃ العلق:۴

۱۹) سورۃ القلم:۱

۲۰) الازہری، محمد کرم شاہ، پیر، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشن، لاہور، ۱۴۱۸ھ، ج:۵، ص:۳۲۹

۲۱) http://users7.jabry.com/salafi/articles/printmedia.html

۲۳) سورۃ البینہ:۲

۲۴) سورۃ البقرہ:۲۰۸

۲۵) اسلامی صحافت، ص:۴۱

۲۶) ابو داؤد، سلیمان بن اشعث السجستانی، السنن، کتاب الملاحم، دار السلام الریاض، ۱۹۹۹ء، حدیث:۴۳۴۴

۲۹) ماہنامہ بیداری، ص:۷
۳۰) اسلامی صحافت، ص:۴۷، ۴۸
۳۱) سورۃ الاحزاب:۷۰
۳۲) سورۃ النساء:۸
۳۳) سورۃ النساء:۶۳
۳۴) سورۃ النحل:۱۲۵
۳۵) سورۃ طٰہٰ:۴۴
۳۶) سورۃ الانعام:۱۰۸
۳۷) بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الایمان، دار الفکر، بیروت، ۲۰۰۰، حدیث:۱۱
۳۹) تحریر، سید محمد عابد، http://www.urduweb.org/mehfil/threads
۴۰) علی معین نوازش، دورِ نو، روزنامہ جنگ، ۲۹ دسمبر ۲۰۱۱ء، ص:۳۔
۴۱) http://www.akhbaroafkar.com/detail.asp?aid=1615
۴۲) سورۃ النور: ۱۹
۴۳) یاسر ندیم، مولانا، گلوبلائزیشن اور اسلام، دار الاشاعت، کراچی، ۲۰۰۴، ص:۲۷۵، ۲۷۶
۴۴) لے مونڈ ڈپلومیٹ
۴۵) ترجمان القرآن، ۶۶، جولائی ۲۰۱۰ء، ص:۶۵
۴۶) اقوام متحدہ کے سابق سیکرٹری جنرل ڈاکٹر بطرس غالی
۴۷) ندوی، نذر الحفیظ، مغربی میڈیا اور اس کے اثرات، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ۲۰۰۰، ص:۵۸، ۵۹
۴۸) ترجمان القرآن
۴۹) ایشیا، ۱۱ تا ۱۷ مئی ۲۰۰۶ء، ص:۱۷
۵۰) ایم اے سلومی، ڈاکٹر، دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کے معصوم شکار، ترجمہ: محمد یحییٰ خان، نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۸ء، ص:۳۶
۵۱) گلوبلائزیشن اور اسلام،، ص:۱۷۲، بحوالہ، یحییٰ خان یہودی پروٹوکول، باب:۱۲، نگارشات پبلشرز لاہور، ۲۰۰۸ء
۵۲) رپورٹ، ہفت روزہ المجتمع، ۵/اپریل ۲۰۰۸ء

۵۳) مثلاً ۱۹۵۵ء میں جمال ناصر کے دور میں اخوان المسلمون پر مظالم کی ایک جھلک زینب الغزالی مرحومہ نے یوں کھینچی ہے:" چیخیں، آنسو، آہیں "۱۹۵۵ء میں، مَیں کسی سے مشورہ کئے بغیر خود بخود دعوت اسلامی کی خدمت کے لئے اٹھ کھڑی ہوئی۔ وجہ یہ تھی کہ میرے کان ان یتیموں کی چیخیں سن رہے تھے جن کے باپ جلادوں کی تعذیب برداشت نہ کرتے ہوئے جانیں دے چکے تھے، میری آنکھیں ان بے سہارا خواتین کے اشک دیکھ رہی تھیں جن کے خاوند جیل کی سلاخوں کے اندر مقید تھے، مجھ تک ان بوڑھے والدین کی آہیں پہنچ رہی تھیں جو اپنے جگر گوشوں سے محروم ہو چکے تھے، یہ چیخیں، یہ آنسو، یہ آہیں میرے دل کو ریزہ ریزہ کر رہی تھیں۔ میرے دل نے کہا: اے تہی دامن زینب! ان بھوکوں کی بے کسی اور ان بیچاروں کے زخموں کی مرہم پٹی تم پر عائد ہوتی ہے اس خلش کے بعد میں نے ان لوگوں کو کچھ نہ کچھ مدد دینی شروع کی مگر کیا کرتی، فاقہ زدوں اور برہنہ تنوں کی تعداد روز بروز بڑھتی گئی۔ ادھر ان شہداء کی خبریں مسلسل آرہی تھیں جو سنگدل، ملحد اور درندہ صفت جلادوں کے تازیانوں کی متواتر ضربوں سے جانیں جاں آفرین کے سپرد کرتے جارہے تھے" (زینت الغزالی، ایام من حیاتی . ترجمہ: خلیل احمد حامدی، روداد قفس ۴۷،۴۶، ادارہ معارف اسلامی لاہور، ۲۰۱۱ء)

علاوہ ازیں تاریخ صحابیات زندہ کرنے والی اس خاتون نے اپنے زندان کے شب وروز کے تذکرے میں اپنے اوپر تعذیب کی یہ جھلک بیان کی ہے:

"حمزہ البسیونی نے بپھر کر حکم دیا کہ اس عورت کو پکڑ لو، اسکے ساتھ نرم رویہ بے سود ہے، یہ کہہ کر حمزہ البسیونی چلا گیا اور چند لمحات کے بعد صفوت الروبی چند ساتھیوں کو لے کر آگیا۔ انہوں نے نہایت شقاوتِ قلبی اور سیاہ ضمیری کے ساتھ مجھے زمین پر لٹا دیا اور پھر میرے ہاتھ اور پاؤں میں رسی باندھ دی، مجھے یہ خبر نہ ہو سکی کہ انہوں نے کس طرح یہ رسی باندھی۔ مجھے ایک لکڑی کے ساتھ الٹا ٹانگ دیا۔ ویسے ہی جیسے قصاب جانور ذبح کرنے کے بعد اسے لٹکا دیتا ہے اور مجھ پر چرمی تازیانے برسنے لگے۔ تازیانے بھی وہ لوگ لگا رہے تھے جو اس مجرمانہ کاروائی میں نہایت مہارت رکھتے تھے اور میں ایک مسکین وناتواں عورت الٹی لٹکی ہوئی تازیانے کھا رہی تھی (میں نے اللہ ہو) کا وِرد شروع کر دیا۔ تازیانے لگتے رہے، میں (اللہ ہو) پڑھتی رہی اور اسی وِرد کی تکرار میں مجھ پر بیہوشی طاری ہو گئی۔ پھر کیا ہوا مجھے کوئی علم نہیں۔ جب قدرے ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو اسی طرح کے اسٹریچر پر پایا جس طرح کے اسٹریچر ہسپتال میں ہوتے ہیں۔ میں بے سکت ہو چکی تھی۔ نہ بول سکتی تھی، البتہ مجھے کچھ کچھ محسوس ہو رہا تھا کہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔ مجھے اس حالت میں میری کوٹھڑی میں لے گئے اور جب پوری کوٹھڑی کا دروازہ کھٹکھٹایا، اور التجا کی مجھے کوئی ایسی چیز دی جائے جس سے میں رستے ہوئے خون کو روک سکوں۔ میں نے فرسٹ ایڈ کے لئے ڈاکٹر کی خدمات مانگیں مگر مجھے جواب میں فحش اور غلیظ گالیوں اور لعنت کے فقروں سے نوازا گیا۔ وللہ الحمد علیٰ کلِ حال۔ (بحوالہ روداد قفس مصنف زینب الغزالی، ص:۸۶ تا ۸۷)

مرحومہ کی یہ سرگزشت "روداد قفس" ایک خونچکاں داستان ہے۔

۵۴) مقالہ:ڈاکٹر ثاقب ریاض، عالم اسلام اور مغربی ذرائع ابلاغ، در تخلیقی ادب، ص:۲۹۰، NUML، شمارہ نمبر:۷، H-9 اسلام آباد

۵۵) ترجمان القرآن، دسمبر ۲۰۰۸ء، ص:۴۷

۵۶) فرائیڈے اسپیشل، ۳۰ جنوری تا ۵ فروری ۲۰۰۴ء، ص:۱۶، ۱۷

۵۷) روزنامہ جنگ، کالم: نصرت مرزا، ۱۵ اپریل ۲۰۱۱ء

۵۸) مغربی میڈیا اور اس کے اثرات، ص:۱۷۸

۵۹) ترجمان القرآن، نومبر ۲۰۱۰ء، ص:۷۲

۶۰) ہفت روزہ تکبیر، ۲۶ دسمبر ۱۹۹۶ء

۶۱) جنگ سنڈے میگزین، ۸، مئی ۲۰۰۹ء، ص:۳

۶۲) Robert Fisk, "A Strong Kind of Freedom, "The Independent, 9/7/2002

۶۳) Mohammed Abdullah, Al-Rockin" The West has political motives for targeting Islamic Charities, The Daily Star Jul 27, 2002

۶۴) Gulf Affairs , Magazine No.31,2002, & al-Ray al- Aam(Sudan), 7.6.2002

۶۵) دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ کے معصوم شکار، ص:۲۹۰، ۲۹۱

۶۶) محمد ایوب خان، کرنل (ر)، ڈاکٹر، قرضوں کی جنگ، انجمن خدّام القرآن لاہور، ۲۰۰۹ء، ص:۹

ترجمہ: The Money Masters by: Bill Still & Patrick SJ Cormack

۶۷) Carl Ernst, Following Muhammad: Rethinking Islam in the Contemporary World
(ترجمان القرآن، نومبر ۲۰۱۰ء، ص:۷۲ بحوالہ

۶۸) ترجمان القرآن، مارچ ۲۰۰۸ء، ص:۴۶

۶۹) لیڈی میری وارٹلی مانٹیگ (Lady Mary worthily Montage ۱۷۶۲-۱۶۸۹) برطانوی طبقہ اشرافیہ کی نمائندہ خاتون ادیب تھی جنہوں نے مسلم شرق کے بارے میں سیکولر انداز سے تبصرہ کیا ہے (ترجمان القرآن، ص:۷۵، نومبر ۲۰۱۰ء)

۷۰) ایضاً، ص:۷۱

۷۱) ایضاً، ص:۷۲

۷۲) سورۃ آل عمران:۱۸۱

۷۳) گلوبلائزیشن اور اسلام، ص:۲۷۳

۷۴) مغربی میڈیا اور اس کے اثرات، ص:۹۹

۷۵) تخلیقی ادب، شمارہ نمبر:۷، ص:۲۸۸،۲۸۹

۷۶) ترجمان القرآن، جولائی ۲۰۰۴ء، ص:۷۹

۷۷) تخلیقی ادب، شمارہ نمبر:۷، ص:۲۸۹

۷۸) مائیکل بگنن مارڈنٹ، امریکا المستبدة، الولایات المتحدہ وسیاسة السیطرة علی العالم، اردو ترجمہ حامد فرزات، ایحاد الکتاب العرب، دمشق،۲۰۰۱ء، ص:۱۱۲،۱۲۲

۷۹) ماہنامہ البرہان، دسمبر ۲۰۱۰ء، ص:۴۱

۸۰) Scholars for 9/11 Truth website

۸۱) ماہنامہ البرہان، ص:۴۶

۸۲) گلوبلائزیشن اور اسلام، ص:۳۸۹

۸۳) تخلیقی ادب، ص:۲۸۸

۸۴) ترجمان القرآن، جون ۲۰۰۳ء، ص:۷۲

۸۵) ترجمان القرآن، جون ۲۰۰۳ء، ص:۷۳

۸۶) سورۃ النور:۱۹

۸۷) ترجمان القرآن، جون ۲۰۰۸ء، ص:۷۱

۸۸) ترمذی، حدیث نمبر:۲۲۱۱

۸۹) روزنامہ نوائے وقت ۱۲/ فروری ۱۹۹۸ء

۹۰) خنساء، مریم، مسلمانوں کا فکری اغوا، دار الکتب السلفیہ، لاہور، ۱۴۲۶ھ، ص:۱۷۱

۹۱) مغربی میڈیا کے اثرات، ص:۲۵۵۔۔ماہنامہ، بیدار ڈائجسٹ، نومبر ۱۹۹۸ء

۹۲) ایضاً، ص:۲۳۸

* *